



سوال

(256) فوت شدہ روزوں کی قضا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فوت شدہ روزوں کی قضا کس طرح دی جائے، کیا وقت ملنے پر فوراً رکھنے چاہئیں یا انہیں مؤخر بھی کیا جاسکتا ہے۔ نیز انہیں مسلسل رکھنا ہوگا یا متفرق طور پر بھی انہیں رکھا جاسکتا ہے؟

؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

فوت شدہ روزوں کی قضا وقت ملنے پر فوراً ضروری نہیں۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”مجھ پر رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا ہوتی تھی لیکن میں ماہ شعبان میں انہیں رکھا کرتی تھی۔“ [1]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس حدیث کے پیش نظر رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا کو مؤخر کیا جاسکتا ہے یہ تاخیر کسی عذر کی بنا پر ہو یا کسی عذر کے بغیر تاخیر ہو۔ [2]

لیکن بہتر ہے کہ فوت شدہ روزوں کی قضا میں تاخیر نہ کرے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”یہی وہ لوگ ہیں جو بھلائی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور ان کی طرف دوڑ جانے والے ہیں۔“ [3]

فوت شدہ روزوں کی قضا مسلسل ضروری نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”تو وہ دوسرے دنوں میں اس کی گنتی پوری کرے۔“ [4]

اللہ تعالیٰ نے فوت شدہ روزوں کی گنتی پورا کرنے کا حکم دیا ہے، ان میں تسلسل ضروری نہیں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”متفرق طور پر روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔“ [5]

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس معلق روایت کو صحیح سند کے ساتھ پیش کیا ہے۔ [6]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگرچاہے تو انہیں مسلسل رکھ لے اور اگرچاہے تو متفرق طور پر رکھ لے۔ [7]



اس سلسلہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو بیان کیا جاتا ہے کہ فوت شدہ روزوں کو مسلسل رکھنا چاہیے وہ سند کے اعتبار سے صحیح نہیں۔ (معنی، ص ۲۳، ج ۳) واللہ اعلم

[1] صحیح بخاری، الصوم: ۱۹۵۰۔

[2] فتح الباری، ص ۱۹۱، ج ۳۔

[3] المؤمنون: ۶۱۱۔

[4] البقرة: ۱۸۳۔

[5] بخاری تعلیقاً۔

[6] بیہقی، ص ۲۵۸، ج ۳۔

[7] بیہقی، ص ۲۵۸، ج ۳۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد 4 - صفحہ نمبر: 237

محدث فتویٰ